بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

جنابِ صدر، اسلام کہاں ہے؟

صدرِ پاکستان، جنرل محمد ضیاء الحق نے فرمایا ہے کہ:

"نئے وزیرِ اعظم کے حلف اٹھانے اور سول حکومت کی بحالی کے بعد وہ بہت زیادہ مسرت اور (اپنے تئیں) ہلکا پھلکا محسوس کر رہے ہیں ــــــ وہ خدا تعالیٰ کے احسان مند ہیں کہ اس نے انہیں قوم سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کرنے کی قوت اور حوصلہ بخشا!"

(روزنامہ جنگ ۲۶ مارچ ۱۹۸۵ء)

ــــــ ہم اس "ایفائے عہد" پر صدر صاحب کو "مبارکباد" پیش کرنے کے ساتھ ساتھ، انہیں یہ بھی یاد دلانا چاہتے ہیں کہ ان کا بحالی جمہوریت کا یہ وعدہ پوری قوم سے نہیں، بلکہ در حقیقت صرف سیاستدانوں سے تھا، جو اُن کے دورانِ اقتدار ان کے واحد حریف ہیں اور جن میں سے اکثر آج بھی جیلوں میں یا اپنے اپنے گھروں میں نظر بند ہیں۔ لہٰذا یہ فیصلہ کرنا کہ صدر صاحب نے بحالیٔ جمہوریت کے تقاضے کس حد تک پورے کیے ہیں، ان نظر بند سیاستدانوں کا کام ہے! ــــــ البتہ جہاں تک عوام کا تعلق ہے، انہیں اس بحالیٔ جمہوریت سے نہ کل کوئی خاص دلچسپی تھی نہ آج کوئی دلچسپی ہے ــــــ ہاں مگر چند لوگ ایسے ضرور ہیں کہ مغربی جمہوریت سے مرعوب ہونے کے ساتھ ساتھ زبان و قلم تک بھی جن کو رسائی حاصل ہے، وُہ جمہوریت کا ڈنڈا لیے عوام کے سر پر سوار ہیں ــــــ اور یوں اس نعرۂ جمہوریت کو خود ہی انہوں نے عوام کی نظروں میں مقبول تصور کر لیا ہے ــــــ چنانچہ یہ پروپیگنڈہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے کہ:

"عوام نے انتخابات میں بھرپور شرکت کر کے جمہوریت اور انتخابی عمل سے اپنی گہری وابستگی کا ثبوت فراہم کر دیا ہے!"

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انتخابی عمل میں عوام کی اس دلچسپی کو، ان کی جمہوریت پسندی کا نام دینا، ان پر افتراء سے کم نہیں! ——— پاکستان کے عوام کو جمہوریت اگر اسی قدر عزیز ہوتی تو وہ غیر جماعتی انتخابات میں جوش و خروش سے حصہ لینے کی بجائے، علمبرداران جمہوریت کے "پس دیوارِ زنداں" دھکیل دیے جانے پر سراپا احتجاج بن جاتے اور ان کی رہائی کے بعد جماعتی بنیادوں پر انتخابات سے کم، کسی قیمت پر راضی نہ ہوتے۔ لیکن اس کے برعکس اگر انہوں نے جمہوریت پرستوں کی طرف سے، ریفرنڈم اور غیر جماعتی انتخابات کے بائیکاٹ کی اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، حالیہ انتخابات میں حصہ لے کر صدر صاحب کو اپنے عملی تعاون کا یقین دلایا ہے، تو یہ جمہوری توتوں کی بدترین شکست اور صدر صاحب سے ان کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے! —

اور کون نہیں جانتا کہ صدر صاحب سے عوام کی یہ محبت اس لیے ہے کہ وہ بار بار اسلام کا نام لیتے رہے، اور اس بناء پر ایک "اسلام دوست حکمران" سمجھے جاتے رہے ہیں ——— یہی وجہ ہے کہ عوام نے غیر جماعتی انتخابات میں حصہ لے کر، صدر صاحب کے مقابلے میں جمہوری سیاستدانوں کو شہ مات دی ہے اور صرف اسی لیے انہوں نے موجودہ مارشل لاء کی طوالت کو برداشت کر لیا ہے کہ وہ صدر صاحب کے وعدوں پر اعتبار کر کے ان سے اسلام کی آس لگائے بیٹھے تھے! ——— لیکن آج اگر صدر صاحب "اسلام دوستی" کی بجائے "جمہوریت نوازی" پر اتر آئے ہیں اور اس کے لیے خدا تعالیٰ کے احسان مند ہونے کا اظہار بھی کر رہے ہیں، تو یہ عوام کے جذبات کی قدر دانی نہیں، ان کے جذبات سے کھیلنے بلکہ انہیں کچل دینے کے مترادف ہے!—

ہمیں اس موقع پر آج سے چند سال قبل کی وہ بات یاد آ رہی ہے، جب عوام، "قومی اتحاد" کے لیڈروں کو، اتحاد توڑ دینے کی بناء پر، سر بازار کوستے نظر آتے تھے، لیکن ان لیڈروں کے بقول، "اب بھی ان کے ہاتھ عوام کی نبضوں پر تھے" ——— چنانچہ آج بھی کم و بیش وہی صورت حال ہے ——— اِدھر

عوام حیران و پریشان، سوالیہ نگاہوں سے صدر صاحب کا منہ تک رہے ہیں کہ صدر صاحب، وہ اسلام کہاں ہے، جس کا وعدہ آپ نے قوم سے ایک بار نہیں متعدد مرتبہ کیا تھا، بلکہ جسے دوسرے وعدوں پر آپ نے فوقیت دی تھی؟ ——— لیکن اُدھر صدر صاحب، مطمئن و مسرور، شاداں و فرحاں یہ اعلان کرتے سنائی دیتے ہیں کہ انہوں نے قوم سے کیا ہوا اپنا وعدہ پُورا کر دیا ہے!

——— یوں معلوم ہوتا ہے، صدر صاحب بھی اب پکے سیاستدان بن گئے ہیں! ——— فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

صدر صاحب نے قوم کو جس ایفائے عہد کی خوشخبری سنائی ہے، وُہ قوم کا مقصود و مطلوب ہی نہ تھا ——— اور جن لوگوں نے حالیہ انتخابات میں عوام کی دلچسپی کی بناء پر، انہیں "گہرے سیاسی شعور سے بہرہ ور ہونے" کا تمغۂ خدمت عطاء فرمایا ہے، وہ یہ بھول رہے ہیں کہ پاکستان کے عوام، جیسے کچھ بھی ہیں، وُہ اسلام سے بے حد پیار کرتے ہیں ——— اسلام کا یہی وُہ مظلوم نعرہ ہے کہ جس کو ہر نئے آنے والے نے اچھالا ضرور، مگر اس کی لاج کسی نے نہ رکھی ——— اور پاکستان کے یہی وُہ مظلوم عوام ہیں کہ یہ نعرہ سن کر انہوں نے ہر نعرہ باز پر اندھا دھند اعتماد کر لیا، لیکن ہر مرتبہ دھوکا کھایا ——— اور سب سے طویل دھوکا، اسلام کے نام پر، انہوں نے حال ہی میں کھایا ہے! ——— جی ہاں، صدر صاحب کے وعدے اس قدر حسین اور دلفریب تھے کہ ان کے نقاد، بڑے بڑے حامیانِ دینِ متین بھی آج تک صرف یہی کہہ سکے کہ "اسلامی نظام کی طرف پیش رفت برابر جاری ہے، اگرچہ رفتار بحید سست ہے!" ——— اور اس سست رفتاری پر عوام کا تبصرہ عموماً یہ ہوتا تھا کہ "صدر صاحب نے ابھی تک قرآنِ مجید کی دو ایک آیات پڑھی ہیں، جبکہ پورا قرآنِ مجید باقی پڑا ہے!" ——— لیکن آج جبکہ یہ قرآن پڑھنا ہی چھوڑ دیا گیا ہے، وعدے بھی ختم ہو کر رہ گئے ہیں۔ بلکہ یہ کہہ کر ٹکا سا جواب دے دیا گیا ہے کہ "میں نے پارلیمانی بنیادوں پر جمہوریت بحال کر دی ہے، اب اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکوں گا!" [1] ——— عوام انگشت بدنداں ہیں کہ شاید بازی الٹ چکی ہے اور

---

[1] رجب المرجب ۱۴۰۵ھ روزنامہ جنگ ۲۷ مارچ ۸۵ء

اسلام کی بجائے چند جمہوری کھلونے ان کے ہاتھوں میں تھما کر انہیں بہلا دیا گیا ہے۔ باور کیجئے، کہ آج کا یہ عرصہ، عرصۂ حیرت ہے ـــــ کچھ مدت گزرے گی اور عوام حیرت کے سمندر میں ڈوب کر جب دوبارہ مکمل احساس و شعور کی سطح پر ابھریں گے تو انہیں معلوم ہو گا کہ منزلِ مقصود سے ہزاروں میل دور، انہیں ایک ایسی جمہوری دلدل میں دھکیل دیا گیا ہے کہ جس سے نکلنا شاید ہی انہیں نصیب ہوا۔ انہیں یہ یاد آئے گا کہ پارلیمنٹ کی بجائے یہاں کوئی مجلس شوریٰ ہوا کرتی تھی، جہاں اسلام کے قانونِ شہادت اور مسودۂ قصاص و دیت پر طویل گرما گرم بحثوں نے انہیں اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا کہ ان اسلامی قوانین کا نفاذ، بس اب ہوا ہی چاہتا ہے، لیکن اب یہ کھنڈر ویران پڑے ہیں! ـــــ وزیرِ اعظم کے سیکرٹریٹ کی بجائے یہاں ایوانِ صدر ہوا کرتا تھا، جہاں سے دن رات اسلامی قوانین کے چرچے سنائی دیتے اور اسلام پر صدر صاحب کے لمبے چوڑے دلنشین وعظ ہوا کرتے تھے ـــــ مگر اب یہاں سے جمہوری نغمے سنائی دیتے ہیں! ـــــ وہ یہ سوچیں گے کہ یہاں تو ہر طرف اسلام، اسلام کا شور برپا تھا، ـــــ پھر نہ جانے وہ ناظمینِ صلوٰۃ کہاں چلے گئے؟ ـــــ وہ قاضی کورٹس کے قیام کے وعدے کیا ہوئے؟ حدود آرڈی نینس کہاں اٹک گئے؟ ـــــ کیا زکوٰۃ و عشر آرڈی نینس محض ایک نام تھا کہ ٹیکسوں کے علاوہ بھی جس کے ذریعے انہیں لوٹ لیا گیا تھا؟ ـــــ آہ! یہ سب کچھ ایک سراب تھا ـــــ دھوکا تھا! ـــــ چادر و چار دیواری کے تحفظ کی باتیں ہوا ہو گئیں ـــــ خواتین کو وہی حقوق دینے کے عزائم، جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیئے تھے، ایک دیوانے کی بڑ تھے ـــــ اب اسلام ضابطۂ حیات ہی نہ رہا، قرآنِ مجید مسلمانوں کا دستور نہ رہا ـــــ اسلام کی بجائے انہیں جمہوریت مل گئی اور قرآن کی بجائے انہیں ۷۳ء کا ترمیم شدہ متنازعہ فیہ دستور مل گیا! یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب تک جو کچھ ہوتا رہا، غلط ہوتا رہا اور اب اس غلطی کی تصحیح کر دی گئی ہے! ـــــ افسوس صدر صاحب، آپ نے ایک ایسی قوم کے انتہائی قیمتی آٹھ سال ضائع کر دیئے کہ جس کی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب لیا جانا اس کا جزوِ ایمان ہے، اور اب پھر وہ یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ نہ جانے

ابھی کتنے مداری اور آئیں گے جو اسلام کے نام پر انہیں بیوقوف بناتے اور نت نئے تماشے دکھاتے رہیں گے؟ ـــــ لیکن جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، وہ اس اعصاب شکن اور صبر آزما، طولِ انتظار کے باوجود آج بھی اسی مقام پر کھڑے ہیں، جہاں آج سے آٹھ سال قبل نہیں، بلکہ آج سے سینتیس سال قبل کھڑے تھے!

صدر صاحب، آپ نے کسی سے بھی، کوئی بھی کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا! مخالفین کو آپ کی اس بحالئ جمہوریت پر اطمینان نہیں ہے، جبکہ شب و روز آپ کی درازئ عمر اور درازئ اقتدار کی دعائیں مانگنے والے حمایتیوں کو آپ نے چکرا کر رکھ دیا ہے، اور انہیں وہ اڑنگا بٹھنی دی ہے کہ "اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ"[1] ان کے وردِ زبان ہونے لگا ہے ـــــ اور وہ خدا تعالیٰ، کہ جس کے آپ احسان مند ہونے چلے ہیں، اس نے کرسئ صدارت پر آپ کے تشریف فرما ہوتے ہی آپ سے یہ عہد لیا تھا:

"اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ"[2]!

ـــــ لیکن یہ عہد بھی ایک بھولی بسری داستان ہو کر رہ گیا ہے! ـــــ آپ اپنے تئیں ہلکا پھلکا محسوس نہ کیجئے ـــــ نفاذِ اسلام کی ذمہ داری خود آپ نے بھی اپنے سر لی تھی اور اللہ رب العزت کی طرف سے بھی آپ پر عائد ہوتی تھی ـــــ اور یہ بوجھ اب بھی آپ کی گردن پر ہے! ـــــ یاد رکھیے، اقتدار آنی جانی چیز ہے، جس کی خاطر آپ نے عوامی خواہشات کے ساتھ ساتھ، اسلام کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے، لیکن یہ زندگی پھر دوبارہ نہ ملے گی! ـــــ آپ کے لیے

---

[1] "میں اپنے غم و اندوہ کی شکایت اللہ (ہی) سے کرتا ہوں!" (یوسف ۸۶)

[2] "وہ لوگ کہ جنہیں اگر ہم زمین میں قدرت دیں تو وہ نمازیں قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے، نیکی کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکتے ہیں، اور انجام کار اللہ رب العزت ہی کے لیے ہے۔" (الحج: ۴۱)

قابلِ اطمینان امر صرف یہ ہے کہ آپ اب بھی اس ملک کے صدر ہیں، اور اگر آپ نے کرسیٔ صدارت کے تحفظ کی راہ نکال لی ہے، تو نفاذِ شریعت کے تقاضوں کو بھی آپ پورا کر سکتے ہیں ـــــ پانی ابھی سر سے بہر حال نہیں گزرا ـــــ اگر آپ قوم کو، اس سے کیے گئے وعدوں کے ایفاء کا یقین دلانا چاہتے ہیں تو ان وعدوں کو پورا کیجئے جو شب و روز آپ کی زبان پر تھے ـــــ ورنہ وہ دن دُور نہیں، جب نو کروڑ عوام کی زبانیں اللہ رب العزت کے حضور فریادی ہوں گی، اور ان کے اٹھارہ کروڑ ہاتھ آپ کے دامن کو تار تار کر دیں گے ـــــ لیکن اس سے قبل، اس دنیا میں بھی آپ کا حشر اپنے پیشروؤں سے مختلف نہ ہوگا!

ـــــ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ[1] ـــــ وما علينا الا البلاغ!

(اکرام اللہ ساجد)

---

[1] "کہہ دیجئے کہ "اے اللہ، مالک الملک! تُو جسے چاہے ملک عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے، جسے چاہے عزت دیتا ہے، اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، بیشک تُو ہر چیز پر قادر ہے!" (آلِ عمران: ۲۶)

محدّث کا سالانہ چندہ اب -/۲۰ روپے کی بجائے -/۳۰ روپے کر دیا گیا ہے، بذریعہ وی پی -/۳۳ روپے اور قیمت فی پرچہ -/۳ روپے ہوگی ـــــ شدید مہنگائی کے باوجود محدّث اب تک رعایتی قیمت پر قارئینِ کرام کو ارسال کیا جاتا رہا ہے۔ امید ہے وہ اس اضافہ کو محسوس نہیں فرمائیں گے اور حسبِ سابق ان کا تعاون محدّث کو حاصل رہیگا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء ـــــ والسلام!

(مینجر)